عربی اخبار اور رسالے

(مولانا مسعود عالم صاحب ندوی)

اس مضمون میں صرف ان اخبارات اور رسالوں کا تعارف کرانا ہے جو اس وقت کسی نہ کسی حیثیت سے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ یوں ظاہری ٹیپ ٹاپ اور کثرت اشاعت کے اعتبار سے عربی اخبار اور رسالے اردو سے بہت آگے ہیں۔ قاہرہ کے وفدی روزنامہ المصری کی مستند اشاعت ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔ اور غالباً الاہرام کی اشاعت اس سے بھی زیادہ ہو گی۔ بعض ہفتہ وار ادبی رسالوں کی اشاعت تیس چالیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ مضمون نگاروں کے معاوضوں کا معیار بھی ہمارے ہاں سے بہت اونچا ہے۔ سنہ ۱۹۲۶ء میں دمشق کی تباہی پر مصر کے مشہور شاعر احمد شوقی بک (ف سنہ ۱۹۳۳ء) کی ایک دل گداز اور پُرتاثیر نظم جلسۂ عام میں پڑھی گئی۔ تو ہفتہ وار السیاست نے اسے دوسرے اخباروں سے صرف ایک روز پہلے شائع کرنے کا حق حاصل کرنے کے لیے پانسو پونڈ پیش کیے[1]۔ جدید عربی ادب کے امام اور مجدد مصطفیٰ صادق الرافعی (ف سنہ ۱۹۳۷ء) نے ہفتہ وار ادبی رسالہ الرسالہ میں مستقل سلسلۂ مضامین لکھ کر، اپنے منجھلے صاحبزادے ڈاکٹر محمد رافعی کو یورپ میں اعلیٰ طبی تعلیم دلانے کا انتظام کیا۔ ان چند مثالوں سے عربی اخباروں کی مقبولیت کا اندازہ ہو گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک تلخ حقیقت کا بھی اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ ساری مقبولیت بے مقصد ادب یا ملحدانہ اور قوم پرستانہ صحافت کے حصے میں آئی ہے۔ مذہبی اور دینی رسالوں اور اخباروں کو یہ مقبولیت حاصل نہیں۔ الاخوان کے نمایاں ہونے سے پہلے ان کی اشاعت بہت محدود تھی۔

روزانہ صحافت میں تو اسلامی عنصر کا نام و نشان نہیں۔ پہلی جنگ عظیم تک المؤید[2] اور اللواء[3] کسی نہ کسی حد تک سیاسیات میں اتحاد اسلامی کا دم بھرتے تھے۔ سنہ ۱۹۲۰ء کے بعد امین رافعی مرحوم (ف ۱۹۲۶

[1] یہ رقم مظلومین کے امدادی فنڈ میں شامل کر دی گئی تھی۔ شوقی بک خود بہت مالدار آدمی تھے۔

[2] قاہرہ سے شیخ علی یوسف کی ادارت میں نکلتا تھا۔ جہاد طرابلس کے سلسلے میں اس نے بڑی خدمات انجام دی ہیں۔

[3] اللواء مشہور مصری لیڈر مصطفیٰ کامل کا اخبار تھا۔

کا الاخبار اس خلا کو کسی نہ کسی حد تک پر کرتا رہا۔ ماہانہ رسالوں میں المنار کے سوا کسی قابل ذکر دینی رسالے کا وجود نہیں تھا۔ البتہ ۱۹۲۰ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیان چند سال تک الزھرا ایک اچھے بلند پایہ رسالے کی حیثیت سے مسلم تہذیب و تمدن کا علم بردار رہا۔ اسے مصر کا معارف کہہ سکتے تھے۔

یہ حالت پہلی جنگ عظیم سے لے کر تقریباً ۱۹۳۱ء تک قائم رہی۔ اس کے بعد ایک طرف سید رشید رضا مرحوم (ف ۱۹۳۳ء) کی وفات سے المنار کی ٹمٹماتی ہوئی شمع بھی گل ہو گئی۔ دوسری طرف محب الدین الخطیب کا الزھرا بھی باد مخالف کی تاب نہ لا سکا۔ لیکن انہوں نے اس کے بند ہونے سے کچھ پہلے ہی، حالات اور ضروریات کا صحیح اندازہ لگا کر الفتح کے نام سے ایک جاندار دینی ملّی ہفتہ وار اخبار جاری کر لیا تھا جس نے بہت جلد دنیائے اسلام کے مرکزی اخبار کی حیثیت حاصل کر لی۔ درحقیقت الفتح کے اجرا کے بعد ہی سے مصر میں دینی حرکت پیدا ہوئی اور جمعیتہ الشبان المسلمین اور الاخوان المسلمون اور دوسری نیم تہذیبی اور نیم مذہبی انجمنیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے لگیں۔ اسی دور میں الشبان المسلمون کا ماہانہ آرگن مجلتہ الشبان المسلمین ایک عرصے تک خاصی آن بان کے ساتھ نکلتا رہا۔ اخوان والوں نے بھی چھوٹے ہفتہ وار رسالوں سے آغاز کر کے اس حد تک ترقی کی کہ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر عربی صحافت میں پہلی مرتبہ ملحد اور قوم پرست اخباروں کے مقابلے میں، ایک شاندار اور جاندار روزنامہ الاخوان المسلمون کے نام سے جاری کیا، جو کسی حیثیت سے مصر اور شام کے بڑے روزناموں سے کم نہیں تھا۔ اسی طرح الفتح کے بار بار لکھنے سے ازہر کے ایوان خاص میں بھی حرکت پیدا ہوئی۔ اور ازہر کی سرکار نے اپنا ماہانہ آرگن نکالنا شروع کیا۔ بعض دوسری انجمنوں نے بھی چھوٹے چھوٹے ماہنامے جاری کیے۔ دمشق کی انجمن "التمدن الاسلامی" نے بھی ایک اچھا خاصہ اوسط درجہ کا ماہانہ رسالہ جاری کیا، جو اب تک جاری ہے۔ الجزائر سے پہلے جمعیتہ العلماء کا ماہانہ رسالہ الشہاب نکلتا تھا۔ اس کے بعد السنتہ، الشریعتہ، الصراط اور البصائر کے مختلف ناموں سے ایک ہفتہ وار اصلاحی اخبار برابر جاری رہا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مراکش کے اسپینی منطقے سے بھی ایک دینی ماہنامہ لسان الدین جاری ہوا۔ اب خود مصر میں اخوان کے دوبارہ میدان میں آ جانے سے ادب و صحافت کے حلقے میں خاصا دینی رجحان اور سرگرمی شروع ہو گئی ہے۔ خود بعض ادبی رسالے بھی فضا سے متاثر اور مرعوب ہو کر مذہبی مضامین اور

مقالات کو اپنے صفحات میں جگہ دینے لگے ہیں۔

یہ تھا مختصر جائزہ عربی صحافت کا۔ زیر تحریر مضمون کا موضوع صرف دینی اخبار اور رسالوں کا تعارف کرانا ہے۔ پس منظر کے طور پر یہ مختصر تمہید ناگزیر معلوم ہوئی۔ تعارف تو اسی حد تک ہوگا۔ لیکن مضمون کے آخر میں ہم کچھ ایسے معیاری علمی اور ادبی رسالوں کا ذکر بھی کریں گے، جو الحاد اور مغرب پرستی کے داعی نہیں، اور جن سے عربی زبان و ادب کے شائق اور سنجیدہ طالب علم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اخبارات

۱۔ البصائر (ہفتہ وار) مقام اشاعت الجزائر[1]۔ نگران اعلیٰ: محمد البشیر الابراہیمی۔ چندہ سالانہ: ۱۲۰۰ فرانک۔ پاکستانی تقریباً تیرہ روپے۔ ½ کراؤن سائز کے ۸ صفحات۔

پورا پتہ: البصائر۔ نہج بومپی۔ رقم ۱۲۔ الجزائر۔

یہ الجزائر کی جمعیتہ العلماء کا ہفتہ وار آرگن ہے۔ اس کے اڈیٹر باعزیز بن عمر اور ابو محمد اچھے لکھنے والوں میں ہیں، لیکن جو چیز البصائر کو تمام عربی اخبارات اور رسالوں سے ممتاز کرتی ہے، وہ صدر جمعیتہ شیخ محمد البشیر الابراہیمی کا گہر بار قلم ہے۔ بشیر ابراہیمی بسا اوقات خود ہی افتتاحیے لکھتے ہیں، جو بلاشبہ ادبی اعتبار سے خاصے کی چیز شمار کیے جا سکتے ہیں۔ زبان و ادب کے علاوہ البصائر میں جمعیتہ کی تعلیمی سرگرمیوں کی مکمل رُوداد یں بھی شائع ہوتی ہیں۔ دنیا کے سیاسی حالات پر ہفتہ وار سیر حاصل تبصرے بھی ہوتے ہیں۔ خاص طور پر شمالی افریقہ سے متعلق اس کی فراہم کردہ معلومات ہمارے لیے بہت مغتنم ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ گاہے گاہے اندلس اور مغرب کی تاریخ سے متعلق بعض اچھے مضمون شائع ہوتے ہیں۔ پچھلے چند مہینوں سے شیخ محمد بشیر ابراہیمی کی سیاحت کی رُوداد بھی چھپ رہی ہے، جو چار پانچ ماہ سے پوری دنیائے اسلام کے دورے پر نکلے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ ان روداروں میں اخباری لفاظی زیادہ ہے اور کام کی باتیں کم۔ بہرحال ان بشری کمزوریوں سے کون پاک ہے۔ اس سے البصائر کی قدر و قیمت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ جو لوگ صاف اور ستھری زبان کے ساتھ اچھے خیالات اور افکار کے شائق ہوں، انہیں موجودہ

---

[1] الجزائر کا صدر مقام الجزائر ہی نام کا ایک شہر ہے۔

عربی صحافت میں البصائر سے اچھا اخبار نہیں مل سکتا۔

(۲) منبر الشرق۔ (ہفتہ وار) مقام اشاعت: قاہرہ۔ مسئول: علی الغایاتی۔ چندہ سالانہ بیرون مصر سے ۲۰۰ قرش (پاکستانی ۲۰ روپے) ½ کراؤن سائز کے ۸ صفحات۔

پورا پتہ:- میدان الخدیوی اسماعیل۔ عمارۃ بحری صرف ح۔ القاہرہ۔

یہ اپنے طرز کا خاص اخبار ہے۔ اور اس کی سطر سطر سے اڈیٹر کا اپنا مخصوص ذوق نمایاں ہے، علی الغایاتی اوسط درجے کے اچھے اور پختہ مشق لکھنے والوں میں ہیں۔ وفد پارٹی کے برسر اقتدار آنے سے بہت پیشتر انہوں نے مصر کی آزادی کی راہ میں سختیاں برداشت کیں۔ عرصے تک سوئٹزرلینڈ میں جلاوطن رہے۔ اور پہلی مرتبہ وہیں سے یہ اخبار جاری کیا۔ سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ انہوں نے عام حریت پسندوں کی طرح اپنے کسی دور میں مذہب کو خیرباد نہیں کہا۔ اور پچھلے چند سالوں میں تو انہوں نے بڑی جرأت و ہمت کا ثبوت دیا۔ جب اخوان پر سختیاں ہو رہی تھیں اور ان کی ہمدردی میں ایک فقرہ بھی لکھنا مصیبت کو دعوت دینے کے مترادف تھا، منبر الشرق نے کھل کر اخوان اور اسلامی دعوت کی مدافعت کا حق ادا کیا، اور یہ رنگ اس کا اب بھی قائم ہے۔

مضامین کے اعتبار سے اسے عربی کے اچھے اخباروں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لکھنے والوں میں بعض اچھے اور ممتاز ادیب ہیں۔ کامل کیلانی کے قلم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بچوں کی زبان میں مسلسل مکالمہ شائع ہو رہا ہے۔ کچھ دنوں سے ازہر کے روشناس ادیب اور عالم احمد الشرباصی کے قلم سے جدید مطبوعات پر تبصرے شائع ہوتے ہیں۔ اسی طرح عبدالمنعم النمر مسلسل حجاز سے اپنے تاثرات قلم بند کر کے بھیجتے ہیں۔ لیکن منبر الشرق کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کا باب الافتاء ہے۔ جس میں مصر کے محقق عالم اور مفتی شیخ حسنین محمد مخلوف کے فتوے مستقل طور پر شائع ہوتے ہیں۔ اب تک اس قسم کے جتنے فتوے یا فتووں کے مجموعے راقم کی نظر سے گزرے ہیں، ان میں شیخ مخلوف کے فتووں کو بہت ممتاز اور بلند پایا۔ تفصیل کا موقع نہیں، بہرحال اتنا اطمینان کے ساتھ عرض کیا جا سکتا ہے کہ حدیث و فقہ کے طالب علم ان سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ منبر الشرق پورا اخبار ہے یعنی اس میں کھیلوں کی بھی خبریں ہوتی ہیں۔ صرافہ کے اتار چڑھاؤ کا بھی تذکرہ ہوتا ہے۔ مصر کی حد تک ضلع وار خبریں ہوتی ہیں۔ 'دیہات' کا بھی ایک خاص کالم ہوتا ہے۔ مزدوروں کے لیے بھی ایک گوشہ مخصوص ہے۔ ایک نمایاں باب اخوان کی خاص خبروں کے لیے ہے۔ وقت کے بین الاقوامی سیاسی مسائل پر بعض اچھے مضمون شائع ہوتے ہیں۔ دینیات کے کالم میں ایک دردمند مسلمان 'محمدیات' کے عنوان سے بڑے والہانہ انداز میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ باتیں جانی پہچانی ہوتی ہیں۔ مگر ان کی تحریر پڑھ کر کچھ دیر کے لیے ایک کیف طاری ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قلم میں برکت دے، اور ہر مسلمان کو اس محبت کا کچھ حصہ عطا کرے۔ ان سب خوبیوں کے ساتھ ساتھ شاہ فاروق اور شاہی خاندان کی منقبت نگاری میں بھی منبر الشرق کسی سے پیچھے نہیں۔ یہ وہ مصری حمام ہے، جہاں مصطفیٰ نحاس جیسے 'حریت' کے علم بردار، طٰہٰ حسین جیسے زندیق، اور حامد الفقی جیسے 'وہابی' سب ننگے نظر آتے ہیں۔

۳۔ الدعوۃ (ہفتہ وار)، مقام اشاعت۔ قاہرہ۔ مسئول صالح عشماوی۔ چندہ سالانہ بیرون مصر سے ۴۰ قرش (پاکستانی چودہ روپے)۔ ½ کراؤن سائز کے ۱۶ صفحات۔

پورا پتہ:۔ ۲۲۔ شارع صبری ۔ بالظاھر۔ القاہرہ۔

یہ ہفتہ وار اخبار الاخوان المسلمون کے مشہور کارکن اور اس کی مجلس شوریٰ (مکتب ارشاد) کے رکن الاستاذ صالح عشماوی کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ گویا اخبار اُن کا ذاتی ہے لیکن عملی طور پر اخوان کی پوری ترجمانی کرتا ہے۔ اس کے مستقل لکھنے والوں میں اخوان کے ممتاز اور نمایاں ارکان عبدالعزیز کامل، محمد الغزالی، امین اسماعیل اور احمد انس الحجاجی ہیں۔ ان کے علاوہ اخوان کے دوسرے نئے لکھنے والے بھی میدان میں آ رہے ہیں۔ سید قطب بھی کبھی کبھی لکھتے ہیں۔ یہ ہے تو ہفتہ وار اخبار، مگر اس کی ترتیب اور وضع قطع روزنامہ اخباروں کا سا ہے، اور غالباً یہ اڈیٹر کی شخصیت کا اثر ہے۔ بہرحال جو لوگ اخوان کی دعوت اور عربی ممالک کی سیاسیات اور حالات سے گہری واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اُن کے لیے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

الدعوۃ کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ یہ ایک . . . . بادشاہ کی بے محل اور بے محل ثنا خوانی سے اپنا دامن بچائے رکھتا ہے۔ اور یہ مصر کی ملوکیت زدہ سرزمین میں بڑے حوصلے کا کام ہے۔ مضامین کے باب میں کبھی کبھی اخوان کی دعوۃ سے متعلق اچھے اور موثر مقالے آجاتے ہیں۔ آج کل عبدالعزیز کامل کے قلم سے اخوان کی تربیت کے پروگرام پر مسلسل مضمون شائع ہو رہا ہے، جو ہر حیثیت سے مفید اور سبق آموز ہے ضرورت ہے کہ کم سے کم ہمارے عربی داں بھائی اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

(۴)۔ (النذیر (پندرہ روزہ) مقام اشاعت۔ قاہرہ۔ مسئول سلیمان عبدالواحد سُبل۔ چندہ سالانہ بیرون مصر سے ایک پونڈ مصری (پاکستانی ۹ روپے دس آنے) ½ کراؤن سائز کے ۱۲ صفحات۔

پورا پتہ:۔ ۲۲۔ شارع البرکتہ الناصریۃ۔ السیدۃ زینب۔ مصر۔

یہ مصر کی ایک مذہبی انجمن شباب سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا آرگن ہے، جو مہینے میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ اس انجمن کا مقصد مصر میں عورتوں کی بڑھتی ہوئی بے پردگی اور بے راہ روی کے خلاف علم جہاد بلند کرنا ہے۔ اور اس کام کو یہ لوگ بڑی سنجیدگی اور زور شور سے کر رہے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس انجمن اور اخبار کے چلانے والے "مولوی" نہیں بلکہ جدید تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ملکوں کی دینی تحریکات میں علماء کرام کے لیے پچھلی ہی صف رہ گئی ہے۔ مصر کے مختلف حصوں میں اس انجمن کی شاخیں بھی قائم ہو رہی ہیں۔

یہ لوگ انسانی ساخت کے قوانین کی جگہ اسلامی قانون کے نفاذ کا مطالبہ بھی پورے جوش و خروش سے کرتے ہیں۔ اسلامی دستور کا مطالبہ تو مصر میں آسان نہیں کہ اس کی زد براہِ راست قصر شاہی پر پڑتی ہے۔ ہاں اگر صرف اسلامی قانون کی تنفیذ کا مطالبہ کیا جائے، تو کسی سخت باز پرس کا خوف نہیں۔ بہرحال ہم ان کی اس جدوجہد کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں۔

ترتیب اور مضامین کے اعتبار سے اخبار غنیمت ہے۔ عورتوں کے مسئلے میں شدت ہر سطر سے نمایاں ہے۔ اس شدت میں ایک حسن کا پہلو بھی ہے۔ عورتوں کی بے راہ روی اور بے حیائی کی تحریک کو قاسم امین اور اس کے ہوا خواہوں کی تصنیفات نے جو غذا پہنچائی، اس پر کسی کو زبان کھولتے

کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ النذیر نے پہلی مرتبہ ان لوگوں پر کھل کر تنقید کی۔ قاسم امین تو ایک طرف، النذیر محمد عبدہٗ کو بھی معاف نہیں کرتا۔ معاصرین میں اگر کسی نے عورتوں کے پردے کے بارے میں نرم بیان دیا، تو پھر اس کی خیر نہیں۔ اس سلسلے میں الاخوان کے محمد الغزالی کی شامت آچکی ہے۔ بہرحال یہ اس اخبار کی خاص خصوصیت ہے۔ مصر کی موجودہ فحاشی اور بے حیائی کے ردِّ فعل کے طور پر ایسی انجمنوں کا وجود میں آنا ناگزیر تھا۔ ہمیں ان سے شکایت ہے تو صرف یہ کہ بدعات کے باب میں یہ متساہل ہیں اور کبھی کبھی ان کے خیالات کا ڈانڈا بدعتیوں اور قبر پرستوں سے مل جاتا ہے۔

رسائل

(۱) المسلمون۔ مقامِ اشاعت: قاہرہ۔ مسئول: سعید رمضان۔ چندہ سالانہ بیرونِ مصر سے ۱۰۰ قرش علاوہ محصول ڈاک (پاکستانی ۹ روپے ۱۲ آنے)

پورا پتہ:۔ شارع النیل۔ الروضہ۔ القاھرہ۔

عام نقطۂ نگاہ سے عربی زبان میں اچھے رسالوں کی کبھی کمی نہیں رہی۔ لیکن اسلامی فکر و نظر کے لحاظ سے یہ کمی ہمیشہ محسوس ہوئی۔ پہلی جنگ عظیم سے پیشتر دو عیسائی رسالے 'المقتطف' اور 'الہلال' فضا پر چھائے رہے۔ یہ رسالے اب بھی جاری ہیں، مگر ان کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ اُس دور میں سید رشید رضا مرحوم کے 'المنار' کے سوا کسی اچھے دینی رسالے کا سراغ نہیں ملتا۔ دمشق سے محمد کرد علی کی ادارت میں 'المقتبس' نکلتا تھا۔ لیکن تلاش و جستجو کے باوجود اس کی جلدیں نہ مل سکیں۔ بیچ کے دور میں کچھ دنوں الزھراء نے یہ کمی پوری کرنے کی کوشش کی، جیسا کہ اوپر تمہید میں آچکا ہے۔ المنار (مصر) اور الشہاب (الجزائر) دونوں کے بند ہو جانے کے بعد پورے عربستان میں کوئی ایسا دینی رسالہ نہیں رہا، جسے جاہلی طرز کے ترقی یافتہ رسالوں کے مقابلے میں پیش کیا جاسکے۔ ان کی ہڈیاں پھولوں میں رہیں! حسن البنا مرحوم نے 'الشہاب' (مصر) کے ذریعہ یہ کمی پوری کرنے کی کوشش کی۔ مگر پانچ ہی نمبروں کے بعد اس کی بساط اُلٹ گئی اور پھر سرزمین فراعنہ میں وہ سب کچھ ہوا جس پر انسانیت اور اسلامی شرافت آج تک خون کے آنسو بہا رہی ہے اور جانے کب تک بہاتی رہے گی ——— اب

چار سال کے بعد حسن البنا مرحوم کے دست راست اور الشہاب کے منیجر سعید رمضان نے المسلمون کے ذریعہ یہ کمی پوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

اب تک اس کے پانچ نمبر ہماری نظروں سے گزرے ہیں۔ اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس نے اپنا اعلیٰ معیار قائم رکھا ہے۔ عربی کے اچھے اور سمجھدار لکھنے والے شاید ہی کسی اور جگہ یکجا نظر آئیں۔ سعید رمضان کی جاذب شخصیت نے اسلامی فکر و نظر رکھنے والوں کو گوشے گوشے سے کھینچ کر المسلمون کے پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے۔ ایک طرف مصر کے حسن الہضیبی (اخوان کے مرشد عام) محب الدین الخطیب محمد ابو زھرہ، محمود محمد شاکر، البہی الخولی اور سید قطب جلوہ آرا ہیں، تو دوسری طرف شام کے مصطفیٰ حسنی السباعی، مصطفیٰ الزرقاء، مراکش کے محمد علال الفاسی اور ہندوستان کے ابو الحسن علی ندوی بھی داد علم دیتے ہوئے نظر آجاتے ہیں۔ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے افکار و نظریات کی نمائندگی بھی ہوتی رہتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ المسلمون کے صفحات میں دنیائے اسلام کا عطر کھچ آیا ہے۔ اخوان کے نئے مرشد عام حسن الہضیبی نے "ھذا القرآن" کے عنوان سے اچھے، عام فہم اور دل نشین مضامین کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ھضیبی صاحب کا شمار مصر کے مشہور قانون دانوں میں ہے۔ لیکن ان کے مضامین اور بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں قرآن کریم سے بھی بڑا شغف ہے۔ شام کے مشہور اہل علم اور سیاسی لیڈر ڈاکٹر معروف دوالیبی نے بھی قرآن کریم کے ماخذ قانون ہونے پر ایک پر مغز مضمون شروع کیا تھا۔ مگر جانے کیوں پہلے نمبر کے بعد اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ مصر کے محمد ابو زھرہ اور شام کے مصطفیٰ الزرقاء جدید اور قدیم قانون کے ماہر شمار کیے جاتے ہیں اور دونوں ایک عرصے سے علمی طور پر اسلامی قانون کی برتری اور ہمہ گیری ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہاں بھی یہ دونوں اپنے رنگ میں اچھی چیزیں پیش کر رہے ہیں۔ الفتح کے بند ہونے کے بعد سے محب الدین الخطیب ایک حد تک گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ اب المسلمون میں انہوں نے از سر نو اپنے پختہ افکار اور تحقیقی مضامین کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ شاید اس حقیقت سے کم لوگ واقف ہوں کہ اس وقت اسلامی طرز فکر کے اکثر لکھنے والے "الفتح" ہی کی آغوش میں تربیت پا کر ابھرے ہیں۔

محمود محمد شاکر اپنے مخصوص و بلیغ انداز میں صحابہ کرام کی عظمت اور اسلاف کے احترام پر زور دے رہے ہیں۔ سید قطب نے اپنی کتاب "العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام" میں حضرت معاویہ، عمرو بن العاص، ابوسفیان، ہند بنت عتبہ اور پھر ان کی لپیٹ میں پورے بنو امیہ پر سخت حملے کیے تھے۔ اس پر محمود محمد شاکر نے (جو ایک بڑے علمی خاندان کے فرد، ایک مشہور عالم دین کے بیٹے اور مصطفیٰ صادق رافعی کے فیض سے عربی زبان کے بے مثال انشا پرداز ہیں)، المسلمون کے پہلے ہی نمبر سے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا ہے۔ جواب تک جاری ہے۔ یہ بحث اب المسلمون سے نکل کر الرسالہ ہفتہ وار کے صفحات میں ایک ادبی معرکے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ محمود محمد شاکر وہاں بھی اپنے حریفوں پر بھاری ہیں۔ مراکش کے مشہور سیاسی لیڈر محمد علال الفاسی (جو جامع القرویین کے باضابطہ عالم اور عربی زبان کے اچھے ادیب اور شاعر ہیں)، نے مراکش کے سیاسی حالات پر دو تین نمبروں میں اچھا مفید مضمون لکھا ہے۔ مصطفیٰ حسنی السباعی، جنہیں لوگ عام طور پر سیاسی لیڈر کی حیثیت سے جانتے ہیں، "السُّنّۃ" کے عنوان سے حدیث پر ایک پُر مغز اور مفید سلسلۂ مضامین لکھ رہے ہیں جس میں منکرین حدیث کے مغالطوں اور شبہات کا پوری تحقیق کے ساتھ رد کیا جا رہا ہے۔ سباعی صاحب اپنی طالب علمی کے زمانے میں بھی پختہ علمی مذاق رکھتے تھے۔ الفتح کے پڑھنے والے شاید اُن کے اُس سلسلۂ مضامین کو نہ بھولے ہوں جس میں انہوں نے احمد امین کی مشہور کتاب "فجر الاسلام" کی چھپی ہوئی زہریلی غلطیوں کی نشاندہی کی تھی۔ لکھنے والے تو ان کے علاوہ اور بھی ہیں مگر طوالت کا خوف قلم روکنے پر مجبور کرتا ہے۔ آخر میں ہم اس رسالے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنے دوست سعید رمضان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ رسالہ مقبول ہو رہا ہے۔ پہلے تین نمبر تو دوبارہ چھپ رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اخوانی نوجوانوں کا جوش عمل کہ المسلمون جاہلی طرز کے رسالوں کے مقابلے میں صرف باطنی و معنوی حیثیت ہی سے بلند نہیں ہے بلکہ اپنی سادگی و پُرکاری میں بھی ایک خاص شان رکھتا ہے۔

لے العدالۃ الاجتماعیۃ پر مفصل تبصرہ ترجمان القرآن محرم ۱۳۷۱ھ میں آچکا ہے۔

۲۔ لسان الدین۔ مقام اشاعت تطوان (مراکش کا اسپینی منطقہ) اڈیٹر عبداللہ کنون چندہ سالانہ ۲۵۰۰ فرانک۔ بیرونی ممالک سے محصولڈاک علاوہ۔ ½ کراؤن سائز کے ۱۴۴ صفحات۔ کاغذ اوسط درجہ کا ٹائیٹل نسبتاً اچھا۔ پورا پتہ: لسان الدین۔ صندوق البرید ۱۲۷ تطوان المغرب

یہ ایک مختصر سا ماہانہ رسالہ ہے، جسے استاذ محترم ڈاکٹر تقی الدین ہلالی نے آج سے چھ برس پہلے تطوان سے جاری کیا تھا، اور اب ان کے بغداد منتقل ہو جانے کے بعد طنجہ کے مشہور عالم اور ادیب عبداللہ کنون حسنی اس کی ادارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ رسالہ ہر لحاظ سے مفید اور بلند معیار کا حامل ہے۔ اڈیٹر سلجھے ہوئے خیالات کے مالک اور وقت کے حالات اور تقاضوں سے پوری طرح باخبر ہیں۔ اہل مغرب کی زبان یوں بھی اچھی ہوتی ہے پھر ہمارے ہلالی صاحب تو سہل ممتنع لکھنے میں کمال رکھتے ہیں۔ عبداللہ کنون بھی اس رنگ کو نباہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مضامین میں خاصا تنوع ہے۔ عقائد اور فقہ میں سلفیت اور اتباع سنت کی طرف رجحان نمایاں ہے۔ پاکستان اور پاکستانی مسلمانوں کے مسائل سے بھی اسے خاصی دلچسپی ہے۔ عربی کے طالب علموں کے لیے زبان اور خیالات، ہر لحاظ سے اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔

(۳)۔ التمدن الاسلامی۔ مقام اشاعت۔ دمشق۔ اڈیٹر احمد مظہر العظمہ۔ چندہ سالانہ بیرون سوریہ ولبنان سے ایک پونڈ۔ ½ کراؤن سائز کے ۵۶ صفحات۔ کاغذ اوسط درجہ کا۔ ٹائیٹل آرٹ پیپر پر اور دیدہ زیب۔ طباعت غنیمت۔ پورا پتہ: الدرویشیہ۔ دمشق (سوریہ)

دمشق کی تہذیبی انجمن التمدن الاسلامی کا یہ ہفتہ وار آرگن ہے، جو عملی طور پر مہینے میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ اس انجمن کے کارکن اور اس رسالے کے چلانے والے اچھے ذی علم اور دین کا درد رکھنے والے لوگ ہیں۔ اڈیٹر احمد مظہر العظمہ تو اچھے ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ سکرٹری محمود مہدی کی نگاہ نئے مسائل اور نئے حالات پر اچھی خاصی ہے۔ منیجر محمد بن کمال الخطیب ہر فن مولا ہیں اور بہت لکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی رسالے کے لکھنے والوں کا ایک حلقہ ہے، اور فی الجملہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ رسالہ دمشق کے اسلامی حلقے کی ایک بڑی کمی پوری کر رہا ہے۔ البتہ یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ جو علمی اور دینی روایات، اور جو توقعات

دمشق کے ساتھ وابستہ ہیں، ان کی جھلک اس رسالے میں نظر نہیں آتی۔ جو شہر ماضی قریب میں جمال الدین قاسمی (ف ۱۳۳۲ھ)، عبدالرزاق البیطار (ف ۱۳۳۵ھ) اور بدرالدین حسنی (ف ۱۳۵۴ھ) کا مرز بوم رہا ہو، اور جہاں اب بھی محمد بہجۃ البیطار جیسے صاحب علم موجود ہوں، وہاں سے ایک بھی اعلیٰ معیار کے جامع دینی رسالے کا نہ نکلنا حیرت انگیز ہے۔

بہرحال موجودہ حالات میں یہ رسالہ غنیمت ہے اور اس کے کارکن مبارک باد اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سترہ اٹھارہ سال سے برابر یہ انجمن قائم ہے اور رسالہ بھی پابندی کے ساتھ نکل رہا ہے۔

(۴) الھدیٰ النبوی - مقام اشاعت قاہرہ - اڈیٹر: محمد حامد الفقی - چندہ سالانہ بیرون مصر و سوڈان سے ۳۰ قرش - ⅛ کراؤن سائز کے ۶۴ صفحات - کاغذ معمولی - طباعت غنیمت -

پورا پتہ :- ۸ شارع قولہ - عابدین - مصر

یہ مصر کی ایک مذہبی انجمن انصار السنۃ المحمدیۃ کا ماہانہ ترجمان ہے۔ آج سے تیس برس پہلے سید رشید رضا مرحوم اور ان کے رسالے المنار کے سوا مصر میں کوئی سنت کا نام لینے والا نہیں تھا خود ازہر کے آرگن نورالاسلام میں بدعات کی حمایت ہوتی تھی۔ رشید رضا مرحوم نے پہلی مرتبہ سنت کا علم بلند کیا لیکن ان کا دائرۂ عمل بھی علمی حدود تک محدود تھا۔ اللہ شیخ ابوالسمح مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، انہوں نے پہلی مرتبہ اتباع سنت کی کھلم کھلا دعوت دینا شروع کی اور اس سلسلے میں بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ سلطان ابن سعود کے حجاز آنے کے بعد شیخ ابوالسمح مسجد حرام کے امام اور خطیب مقرر ہوئے۔ لیکن جو کام وہ اپنے وطن میں شروع کر گئے تھے، برابر جاری رہا۔ تاآنکہ ایک باضابطہ جماعت انصار السنۃ المحمدیہ کے نام سے قائم ہوئی، جو اپنے صدر شیخ محمد حامد الفقی کی نگرانی میں اچھا کام کر رہی ہے جہاں تک عقائد اور فقہ کا تعلق ہے، یہ کٹر سلفی اور اہل حدیث ہیں۔ مگر جو چیز کھٹکتی ہے، وہ ان کا شخصی نظام حکومت سے تعاون اور اس کی منقبت نگاری میں موقع اور بے موقع صفحے کے صفحے سیاہ کرنا ہے۔ بادشاہ تو بادشاہ کبھی کبھی بادشاہ کے مقربین کی تعریف میں بھی آسمان و زمین کے قلابے ملانے سے انہیں

ذریع نہیں ہوتا۔[۱]

نفتی صاحب کی اس کمزوری اور فقہی تشدد کو چھوڑ کر، جس کے اثرات رسالے میں بھی نمایاں ہیں، رسالہ بہت اچھا ہے۔ نفتی صاحب خود بہت اچھی زبان لکھتے ہیں۔ ان کے رفیقوں میں عبدالرحمن الوکیل متصوفین کے دجل وفریب کی نقاب کشائی میں "متخصص" (ماہرِ فن) کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابوالوفا محمد درویش بھی فتووں کے جواب قابلیت کے ساتھ دیتے ہیں۔ کبھی کبھی مصر کے مشہور محقق سلفی عالم اور محدث احمد محمد شاکر کے قلم سے بھی کوئی چیز آجاتی ہے۔ "کلمۃ الحق" کے عنوان سے انہوں نے ایک بڑا مفید سلسلہ شروع کیا تھا۔ مگر افسوس کہ غالباً ان کی گوناگوں مصروفیتوں کے باعث پابندی کے ساتھ قائم نہ رہ سکا۔

یہ چند اخبار اور رسالے تھے، جو ہماری نظر میں دین کی کسی نہ کسی حیثیت سے خدمت کر رہے ہیں، اور ان کے سامنے ایک نصب العین ہے۔ مصر اور حجاز میں اور بھی ماہانہ رسالے ہیں جو مذہبی رسالوں کی فہرست میں آسکتے ہیں۔ ان میں جامع ازہر کا آرگن مجلۃ الازہر اور اس کے شعبۂ وعظ وارشاد کا ترجمان "نور الاسلام" سر فہرست آتے ہیں[۲]۔ اسی طرح ایک اور ماہانہ رسالہ "لواء الاسلام" نامی قاہرہ سے نکلتا ہے جس میں کبھی کبھی اچھے مضمون بھی آجاتے ہیں۔ مکہ معظمہ سے نکلنے والے حکومت کے ماہنامے "الحج" کا نام بھی اس سلسلے میں لیا جا سکتا ہے۔ گو اس کا اجراء حج وزیارت کی ترغیب وتشویق کے لیے ہوا تھا، مگر آہستہ

---

[۱] جن حضرات کو اس بیان پر تعجب ہو وہ شعبان ۷۰ھ کا شمارہ ملاحظہ فرمالیں۔ انہیں اندازہ ہوگا کہ راقم نے اپنا تاثر بہت ہلکے اور نرم الفاظ میں بیان کیا ہے۔

[۲] تازہ اطلاع یہ ہے کہ موجودہ شیخ الازہر شیخ عبدالمجید سلیم کی نگرانی و رہنمائی میں مجلۃ الازہر نئے آب وتاب سے شائع ہونا شروع ہوگیا ہے۔ مشہور ادیب احمد حسن الزیات کو ادارت کا منصب سونپا گیا ہے۔ الزیات چوٹی کے ادیب ہونے کے ساتھ اسلامی رجحان بھی رکھتے ہیں۔ کیا عجب کہ یہ نیا تعلق ان میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا کردے۔ نئے سلسلے کا ایک نمبر شائع ہوچکا ہے مگر ابھی ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

آہستہ وہ ایک اچھا خاصا علمی رسالہ بنتا جا رہا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ حجاز اور جزیرہ عرب کے جغرافیہ سے متعلق کبھی کبھی اس میں بعض نہایت قیمتی مضمون آ جاتے ہیں۔

ان دینی اور مذہبی رسالوں کے علاوہ ایسے علمی اور ادبی رسالے بھی ہیں جو اگر اسلام کے داعی نہیں تو الحاد و جاہلیت کی تبلیغ بھی نہیں کرتے۔ ان میں سب سے ممتاز دمشق کی مشہور اکاڈیمی المجمع العلمی العربی کا سہ ماہی ترجمان (مجلۃ المجمع العلمی العربی) ہے۔ یہ رسالہ تیس سال سے مسلسل دمشق کے مشہور مورخ اور محقق صاحب علم محمد کرد علی کی ادارت میں شائع ہوتا ہے جو اکاڈیمی کے صدر بھی ہیں۔ اسی طرح اکاڈیمی کے نائب صدر شیخ عبدالقادر مغربی مشہور عالم دین اور محقق زباں داں ہیں۔ ان دو بوڑھے اور پختہ مشق اصحاب علم اور اساتذۂ ادب کی صحبت اور تربیت سے دمشق میں سنجیدہ ادیبوں اور تحقیقی کام کرنے والوں کا اچھا خاصا حلقہ پیدا ہو گیا ہے جن میں شفیق جبری، عارف النکدی اور منیر العجلانی زیادہ نمایاں ہیں۔ دمشق کے مشہور سلفی عالم اور محقق ادیب محمد بہجۃ البیطار بھی مستقل طور پر اس میں لکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ پورے عربستان میں کسی رسالے کو اتنے پختہ کار اور انشا پردازوں کی معاونت حاصل نہیں۔ مگر یہ رسالہ مبتدیوں کے لیے نہیں۔ جو لوگ زبان و ادب کا ستھرا ذوق رکھتے ہیں، وہ اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

مصر کا ہفتہ وار ادبی رسالہ الرسالہ بھی اپنا ایک خاص حلقہ رکھتا ہے۔ اس کے اڈیٹر احمد حسن الزیات صاحب طرز انشا پرداز اور بعض نقادوں کی رائے میں، اس وقت مصر کے سب سے اچھے لکھنے والے ہیں پہلے الرسالہ میں طٰہٰ حسین اور عباس محمود العقاد جیسے گم کردہ راہ اور بے اصول ادیب بھی لکھتے تھے۔ مگر اب آہستہ آہستہ اسلامی رجحان رکھنے والے ادیبوں کا اس پر غلبہ ہو رہا ہے۔ ان میں محمود محمد شاکر، علی الطنطاوی، سید قطب اور محمد رجب البیومی زیادہ نمایاں ہیں۔ جو اصحاب ذوق عربستان اور خاص کر مصر کے جدید ادبی رجحانات سے واقف رہنا چاہتے ہوں، ان کے لیے اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔ مگر یہ بھی مبتدیوں کے لیے نہیں۔

ان کے علاوہ قاہرہ کے مشہور دارالاشاعت دارالمعارف، کا ماہانہ رسالہ "الکتاب" بھی قابل ذکر ہے۔ مصر میں عیسائیوں کے اور بھی ادبی ادارے ہیں، جن میں جرجی زیدان اور اس کے دارالہلال کے

رسالے اور مطبوعات عام لوگوں میں مقبول ہیں۔ لیکن ان کا مذاق بہت پست اور ان کے اڈیٹروں اور مصنفوں کی نظر صرف بازار کی مانگ پر ہوتی ہے۔ اس کے برعکس دار المعارف کے سامنے ہمیشہ علم و ادب کی خدمت کا بلند معیار رہا ہے۔ ان کا یہ رسالہ (الکتاب) بھی ان کی روایات کے مطابق ہے۔ اس کے ایڈیٹر عادل الغضبان ایک روشناس عیسائی ادیب ہیں۔ رسالہ کی خاص خصوصیت مطبوعات کا سالانہ جائزہ ہے۔ یوں تو ہر ماہ اہم مطبوعات پر تبصرے ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہر سال کے آخر میں پورے عربستان کی تمام مطبوعات کا مکمل جائزہ لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ اس کی ایسی خصوصیت ہے جس میں کوئی اس کا حریف نہیں۔ مجلۃ المجمع العلمی میں بھی تبصروں کا اچھا انتظام ہے، لیکن سال کی تمام مطبوعات کا جائزہ لینا آسان کام نہیں۔ یہ دار المعارف ہی جیسا ادارہ کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ دار المعارف سے "سندباد" نامی بچوں کا ایک ہفتہ وار رسالہ بھی نکلتا ہے، جس کی ادارت رافعی کے مشہور شاگرد محمد سعید العریان کے سپرد کی گئی ہے۔ سندباد میں بچوں کے مذاق اور ان کی پسند کے مطابق اچھے مضمون ہوتے ہیں۔ زبان بہت ستھری اور آسان ہوتی ہے۔ طباعت اور ظاہری ٹیپ ٹاپ دار المعارف کی روایات کے شایانِ شان ہے۔ اس کا پورا نام مجلۃ سندباد للاولاد فی جمیع البلاد ہے۔ ہمارے ہاں کے مدرسوں اور کالجوں کے طالب علم اس رسالے سے عربی اخبار بینی کا آغاز کریں تو اچھا ہے۔ خوش نصیبی سے لاہور میں اس کی ایجنسی بھی موجود ہے۔ مکتبہ علمیہ ۱۵۔ لیک روڈ۔ لاہور سے یہ رسالہ ہفتہ وار دستیاب ہو سکتا ہے۔

مدیر ترجمان القرآن کی دو معرکۃ الآرا تقریریں

"ہمارے داخلی و خارجی مسائل"

اور

"مسلمانوں کا ماضی، حال اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل"

اشاعت عام کے لیے ایک روپیہ میں چار سٹ

مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان، اچھرہ، لاہور سے طلب کریں